غیر مذہب کا پاؤں آنے پر انسان انسان کو قتل کر دیتا ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ اور قرآن مجید کی حرمت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، مسلمان ہر بات، ہر چیز پر سمجھوتہ کر لے گا لیکن برے سے برا مسلمان بھی نبی کی رسالت ﷺ کی حرمت پر کبھی کمپرومائز نہیں کرتا، عشق رسول ﷺ مسلمان کی وہ دکھتی رگ ہے جسے چھیڑنے والے کو یہ کبھی معاف نہیں کرتا، ہم ۱۹۲۶ء میں واپس آتے ہیں، پولیس نے نقص امن کے جرم میں راج پال کو گرفتار کر لیا لیکن مقدمہ عدالت میں پہنچا تو معلوم ہوا انڈین ایکٹ میں مذہبی جذبات کی توہین کے بارے میں کوئی دفعہ ہی نہیں ہے چنانچہ راج پال کے وکیل نے دلائل دیے اور جج نے راج پال کی رہائی کا حکم دے دیا، راج پال کی رہائی لاہور کے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر نمک کی بارش ثابت ہوئی اور یہ سسکیاں لے لے کر رونے لگے جب کہ ہندوؤں نے خوشی کے شادیانے بجانا شروع کر دیے، ہندوؤں کا خیال تھا، یہ فیصلہ ہندوستان میں ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوگا اور ہندو اب کھل کر حضور ﷺ کے خلاف گستاخی کر سکیں گے اور کوئی قانون اب انھیں روک نہیں سکے گا کیونکہ ان کے پاس عدالت کا حکم نامہ موجود ہے، اس ساری صورتحال نے ایک غریب ترکھان کو عالم اسلام کی عظیم شخصیت بنا دیا، اس شخص کا نام علم دین تھا، یہ دہاڑی دار ترکھان (کارپینٹر) تھا، یہ اوزار لے کر روز گھر سے نکلتا تھا، دن کو ایک آدھ روپے کی مزدوری مل جاتی تھی تو کر لیتا تھا ورنہ دوسری صورت میں خالی ہاتھ گھر واپس چلا جاتا تھا، یہ ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کو مزدوری کے لیے گھر سے نکلا، راستے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان راجپال کی گستاخانہ حرکت کے خلاف تقریر کر رہے تھے، علم دین تقریر سننے کے لیے رک گیا، خطاب کے چند فقروں نے اس کی ذات میں طلاطم برپا کر دیا، اس نے اسی وقت بازار سے چاقو خریدا، سیدھا راج پال کی دکان پر گیا، راج پال کو اطمینان سے قتل کیا اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا اور تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غازی علم دین شہید کے نام سے روشن ہو گیا، غازی علم دین شہید کے خلاف مقدمہ چلا اور انھیں ۳۱/ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو میانوالی جیل میں پھانسی دے دی گئی، غازی علم دین شہید پھانسی پا گئے لیکن عشق رسول ﷺ آج تک زندہ ہے اور یہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ ہم اگر آج ۲۰۱۲ء میں بیٹھ کر اس واقعے کا تجزیہ کریں تو تین چیزیں سامنے آتی ہیں۔ اول، راج پال ۱۹۲۹ء کا جنونی، شدت پسند اور دہشت گرد تھا، اس کی متعصبانہ، جنونیت سے بھرپور اور دہشت گردانہ سوچ نے پورے ہندوستان میں فسادات شروع کرا دیے اور ان فسادات میں اس سمیت بے شمار لوگ مارے گئے۔ دوم، انگریز سرکار نے توہین رسالت، مذہبی توہین اور نظریاتی چھیڑ چھاڑ کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا تھا، قانون کی اس کمی نے راج پال جیسے لوگوں کو شہ دی، اس نے کتاب لکھی، گرفتار ہوا اور بعد ازاں قانون کی کمی کی وجہ سے رہا ہو گیا، راج پال کی رہائی نے جلتی پر تیل کا کام کیا، انگریز حکومت اگر اس مسئلے کو حقیقی مسئلہ سمجھتی، یہ توہین رسالت کے خلاف سخت قانون بناتی اور اس پر سختی

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔ ☆

سے عمل کرواتی تو راج پال کو ایسی کتاب لکھنے کی جراءت نہ ہوتی، نہ یہ جیل سے رہا ہوتا اور نہ ہی یہ عبرت ناک انجام کو پہنچتا اور سوم، رسول اللہ ﷺ ایسی بابرکت ذات ہیں جن کے بارے میں توہین اسلامی دنیا کا عام سا مزدور بھی برداشت نہیں کرتا اور یہ توہین اسے چند لمحوں میں غازی علم دین شہید بنا دیتی ہے، نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت پر جان دینے اور جان لینے کے لیے کسی مسلمان کا عالم، حافظ یا پرہیز گار ہونا ضروری نہیں، لبرل سے لبرل، ماڈرن سے ماڈرن، پڑھے لکھے سے پڑھا لکھا اور گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی توہین رسالت پر تڑپ اٹھتا ہے اور یہ یورپ، امریکا، کینیڈا اور جاپان جیسے ماڈرن ممالک میں رہنے کے باوجود گستاخوں کو قتل کرنے کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور اس کے بعد سلمان رشدی ہو، سام باسیل یا پھر ٹیری جونز ہو، ان لوگوں کو جان بچانے کے لیے حلیہ بھی بدلنا پڑتا ہے، مکان اور شہر بھی تبدیل کرنا پڑتے ہیں اور اپنا نام بھی چینج کرنا پڑتا ہے، یورپ اور امریکا کے دانشور ہمیشہ یہ سوال کرتے ہیں اسامہ بن لادن اور ڈاکٹر ایمن الظواہری جیسے ماڈرن، تعلیم یافتہ اور شہزادے عالمی دہشت گرد کیسے بن جاتے ہیں، یہ آج تک اس بات پر بھی حیران ہیں کہ نائن الیون میں شامل ۱۹ نوجوانوں میں سے کسی کی داڑھی نہیں تھی، ان میں سے کوئی شخص کسی اسلامی مدرسے سے فارغ التحصیل نہیں تھا، یہ تمام نوجوان جدید تعلیم یافتہ تھے اور ان میں سے چند کے بارے میں یہ اطلاعات بھی ملی تھیں کہ یہ شراب خانوں میں بھی دکھائی دیتے تھے اور ڈسکوز میں بھی لیکن دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی کا ذریعہ بن گئے۔ یورپ اور امریکا کے دانشور دہائیوں سے وہ جذبہ، وہ چیز، تلاش کر رہے ہیں جو عام سے مسلمانوں کو غازی علم دین شہید اور سعودی شہزادہ کو اسامہ بن لادن بنا دیتی ہے' وہ جذبہ نبی اکرم ﷺ کی ذات سے محبت ہے، یہ محبت وہ عمل انگیز ہے جو عام گنہگار مسلمان کو غازی اور شہید کے مرتبے پر فائز کر دیتی ہے، آپ کو یقین نہ آئے تو آپ ''انوسینس آف مسلمز'' جیسی متنازعہ اور بدبودار فلم کے چند ٹریلرز کے بعد پوری دنیا میں ہونے والے واقعات کی فلم دیکھ لیں، بن غازی سے لے کر قاہرہ اور کینیڈا سے لے کر کراچی تک کیا ہو رہا ہے؟ مسلمان سڑکوں پر کیوں ہیں اور امریکا اپنے سفارتکاروں کی حفاظت کے لیے مسلم ممالک میں فوج کیوں بھجوا رہا ہے؟ اور آپ احتجاج میں شامل لوگوں کو بھی دیکھئے، آپ کو ان میں مدارس کے بچے کم اور لبرل مسلمان زیادہ ملیں گے، یہ تمام لوگ غازی علم دین شہید ہیں اور یہ اس بدبودار فلم کے خالق ماڈرن راج پال تک پہنچ گئے یہ اس کا وہی حشر کریں گے جو غازی علم دین شہید نے ۱۹۲۹ء میں راج پال کا کیا تھا چنانچہ آپ اگر مستقبل میں نائن الیون اور نئے اسامہ بن لادن سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے اپنے راج پالوں کے خلاف قانون سازی کر لیں ورنہ دوسری صورت میں صلیبی جنگوں کا ایک ایسا نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا ہر دن نائن الیون ہوگا اور ہر سپاہی غازی علم دین شہید اور اسامہ بن لادن۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے۔

القسم العربی

مجلة الفقه الاسلامی

تصدر عن

اکادیمیة الفقه الاسلامی المعاصر

ص ب ۱۷۷۷۷ کلش اقبال

کراتشی باکستان

رئیس التحریر

الاستاذ الدکتور / نوراحمد شاہتاز

.....☆.....

مساعد رئیس التحریر

الاستاذ غلام نصیرالدین نصیر

الدکتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

المنهاج الاسلامی لإیجاد لأمة الواحدة ۷٤

الاستاذ عبدالباری الزمزمی

دراسة مقارنة فی المصطلحات ۸۳

الشیخ أحمد المبلغی

المنهاج الاسلامي لإيجاد الأمة الواحدة

الاستاذ عبد الباري الزمزمي*

كلّ بنيان يراد له البقاء ومواكبة العصور والأجيال لابد أن يقوم على أُسس قوية وقواعد راسخة تضمن له دوام المتانة والتماسك، وتجعله صامداً بوجه تقلّبات الأيام وصروف الدهر.

ولما كانت الأُمة الاسلامية آخر الأُمم وأطولها بقاءً في الأرض وعليها تقوم الساعة، فإن دينها الحنيف وضع لها من القواعد الراسخة والأُصول الثابتة ما يكفل لها قيام وحدة متماسكة لا تنال من صلابتها الزلازل، ولا توهن بنيتها العواصف، وتلك هي مقوّمات الوحدة التي تتكون من ستة عناصر، هي:

١- الأرض. ٢- تقرير الأُخوّة بين أفراد الأُمة الاسلامية. ٣- تشريع القيادة الواحدة. ٤- تقرير المساواة بين أفراد الأُمة. ٥- تشريع القبلة الواحدة. ٦- الاعتصام بالكتاب والسنّة.

وهذا تفصيل القول في كلّ أصل من هذه الأُصول:

أما الأرض فهي مستقر الاسلام، وهي الدار التي يأوي إليها المؤمنون وعليها تقوم دولة الاسلام، ومنها تنطلق دعوته: ﴿والذين تبوّؤا الدار والايمان من قبلهم...﴾[١].

ولابد أن تكون هذه الأرض خاضعة لحكم الإسلام وسيطرة أهله، مصداقاً لقوله

---

*- كاتب من المغرب.

١- الحشر / ٩.

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔

عزوجل: ﴿وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنّهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكننّ لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنّهم من بعدخوفهم أمنا...﴾[1].

ويقول النبيﷺ: «بشّر هذه الأمة بالسناء والرفعة بالدين والتمكين في الأرض، فمن عمل منهم عمل الآخرة للدنيا لم يكن له في الآخرة من نصيب» رواه أحمد والحاكم.

وأن تكون آمنة منيعة محمية الحدود والثغور، كما أمر بذلك ربّ العباد فقال: ﴿يا أيها الذين آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا...﴾[2].

ويقول النبيﷺ: «رباط يوم خير من صيام شهر أو قيامه» رواه أحمد.

إن الأرض الموصوفة بهذه الصفات هي درع الايمان وبيضة الاسلام، ومهجر المستضعفين من المؤمنين وملجأ الخائفين، ومأوى الفارين بدينهم من الفتن.

وأما الأُخوة بين أفراد الأُمة الاسلامية فقد جعلها الاسلام آصرة تربط بين المسلمين، ونسباً يدخل فيه كلّ مسلم، ورابطة متينة تجمع بين صغيرهم وكبيرهم وقويّهم وضعيفهم ومحسنهم ومسيئهم.

والأُخوة في الاسلام ليست كلمة مرسلة لا مدلول لها أو شعاراً أجوف لا معنى من ورائه، بل هي حقيقة راسخة في الحياة الاسلامية وخليقة قائمة بين المسلمين، لها آثارها في واقعهم ولها مظاهرها في سلوكهم ومختلف أحوالهم ، لأنّها لازمة للايمان ومنبثقة عنه، ومن ثم فهي تابعة له في الوجود والعدم وفي الظهور والخفاء.

وقد جعل الاسلام آثار الأُخوة الاسلامية أُموراً ثلاثة:

أوّلها: وجوب الحبّ المتبادل بين المسلمين، كما يقرّره قول الله عزوجل: ﴿إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا﴾[3].

ويقول النبيﷺ: «والذي نفسي بيده لا تدخلوا الجنّة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا

١- النور / ٥٥.
٢- آل عمران / ٢٠٠.
٣- مريم / ٩٦.

حتى تحابّوا، أولا أدلّكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم».

ولكي ينتشر الحبّ بين أفراد الأُمة الاسلامية ويتداولونه بينهم، أمر النبي ﷺ كلّ مسلم فقال: «إذا أحبّ الرجل أخاه ليخبره أنه يحبّه». رواه الترمذي.

ثانيها: وضع نظام الحقوق بين أبناء الاسلام، فقد شرع الاسلام نظام الحقوق بين المسلمين وجعل العمل به أمراً لازماً للأُخوة في الدين، ومظهراً لقوة اليقين وصدق الايمان، وهي حقوق شملت كلّ جوانب الحياة وأحوال المسلمين كافةً؛ ما ظهر منها وما بطن وما خفي منها وما انتشر.

ثالثها: وضع نظام التكافل والتآزر بين الأُخوة في الله، وهو من لوازم الأُخوة وشعبها، كما يفيده قول النبي ﷺ: «مثل المؤمنين في توادّهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى».

وقوله ﷺ: «المؤمن أخو المؤمن يكفّ عنه ضيعته ويحوطه من ورائه».

وقد جعل النبي ﷺ التكافل بين أفراد المجتمع الاسلامي من أرفع الأعمال وأعلاها منزلة في الاسلام، فقال ﷺ: «أحب الناس الى الله أنفعهم، وأحب الأعمال الى الله سرور تُدخله على مسلم أو تكشف عنه كربة أو تقضي عنه ديناً أو تطرد عنه جوعاً، ولأن أمشي مع أخي المسلم في حاجة أحبّ إلي من أن أعتكف في المسجد شهراً». رواه الطبراني.

والتكافل في نظام الاسلام يجب أن يقوم بين المسلمين في مختلف صور المعاش وشتى مرافق الحياة، ومن ثم كان التكافل في الاسلام شاملاً لكلّ مظاهر الحياة وأنواع السلوك.

وأما الأصل الثالث من مقوّمات الوحدة الاسلامية فهو تشريع القيادة الواحدة للأُمة المسلمة وجعلها كتلة واحدة غير قابلة للتقطيع أو التجزيء، والتأكيد على السمع والطاعة لولاة الأمر ما أطاعوا الله وأقاموا شريعته.

وحفاظاً على وحدة الأُمة من التصدّع والشقاق وحماية لجماعتها من شرّ الفتنة والزلازل، جعل الاسلام العلاقة بين الراعي والرعية مبنية على المودة والرحمة والرعاية الصالحة والاحترام المتبادل بين الطرفين.

يقول النبي ﷺ: «خير أئمّتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلّون عليهم ويصلّون عليكم».

ويقول ﷺ: «إن الأمير إذا ابتغى الريبة في الناس أفسدهم»: رواه أبو داود.

وما ظهر ذلك الصراع المرير والقتال الرهيب في الأمة الاسلامية في منتصف القرن الأول من تاريخ الاسلام إلا عندما تعدّدت القيادة في الأمة، إذ خرج معاوية على الطاعة وفرّق شمل الجماعة وأبى أن يدخل في بيعة الامام الشرعي علي بن أبي طالب عليه السلام، فأفرز ذلك الشقاق المبكر خلافاً وتفرّقاً وتنازعاً عانت الأمة الاسلامية من شرّه عصوراً وأجيالاً، ومازالت أذياله وآثاره باقية في المسلمين الى عصرنا الحاضر.

وما هذا الخلاف القائم بين السنّة والشيعة إلا ثمرة مُرّة لذلك الشقاق المبكر الناتج عن تعدّد في الأمة الواحدة.

وأما الأصل الرابع من مقوّمات وحدة الأمة فهو اعتصام أهل الاسلام بالكتاب والسنة واجتماعهم عليهما واتفاقهم على العمل بهما، مصداقاً لقول الله عزوجل: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا...﴾[1].

وقوله سبحانه: ﴿وأن هذا صراطي مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرّق بكم عن سبيله...﴾[2].

والاستمساك بالكتاب والسنة والتزام أحكامهما سلوكاً وخلقاً وعقيدة مما يستلزمه الايمان الصادق واليقين الراسخ ويجمع المؤمنين على مرجع واحد، يرجعون الى توجيهه في أمور دينهم ودنياهم ويحكّمونه فيما شجر بينهم، فلا يجدون في صدورهم حرجاً من قضائه ويسلّمون لحكمه تسليماً تاماً. لكونهم يعلمون أنه القول الفصل والمرجع الذي لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، وبذلك تتألف قلوبهم على الحق ويجتمعون على اتّباع سبيله، وإنّما ضلّ من ضل من أهل الاسلام بتجاوزهم الكتاب والسنة والتقديم بين يدي الله ورسوله، وابتداعهم

١- آل عمران / ١٠٣.

٢- الانعام / ١٥٣.

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں۔☆

مرجعيات متعددة أنزلوها منزلة الوحي واعتمدوا ما صدر عنها من أحكام وتوجيهات، ورضوا بها بديلاً عن حكم الله ورسوله، فتفرّقت بهم السبل وضلّوا عن سبيل الله، وصاروا طرائق قدداً وشيعاً وأحزاباً، كلّ حزب بما لديهم فرحون، وكلّ فريق بما عندهم مقتنعون ولو أنّهم أقاموا وجوههم للكتاب والسنة ووقفوا عند نصوصهما، فلم يتقدّموا عليها ولم يتخلفوا عنها لكانوا على هدى من ربهم، ولثبتوا على المحجّة البيضاء ولاستقاموا جميعاً على كلمة سواء.

وأما الأصل الخامس من مقوّمات الوحدة الاسلامية فيتجلى في تشريع القبلة الواحدة للمسلمين في مشارق الأرض ومغاربها، إذ يجب على كلّ مسلم حيثما كان من الأرض أن يستقبل المسجد الحرام كما أمره بذلك ربّ العباد فقال: ﴿فولِّ وجهك شطر المسجد الحرام وحيثما كنتم فولّوا وجوهكم شطره...﴾[1].

ومن أجل ذلك قال النبي ﷺ: «من صلّى صلاتنا واستقبل قبلتنا وأكل ذبيحتنا فذاك المسلم الذي له ذمة الله وذمة رسوله فلا تحقروا الله في ذمته» رواه البخاري.

إن شعور المسلم بكونه يستقبل القبلة التي يستقبلها إخوته المؤمنون في مشارق الأرض ومغاربها يجعله ينجذب تلقائياً إلى أهل ملّته ويعد نفسه فرداً من أفراد الأمة الإسلامية وعضواً من أعضاء جسدها، وإن كان لا يعرف منها أحداً ولا يعرفه منهم أحد.

وأما الأصل السادس من مقوّمات وحدة الأمة فإنّه تقرير المساواة بين أفراد الأمة، واعتبارهم جميعاً بمنزلة واحدة من الحق والعدل والاحترام، فلا يعلو بعضهم على بعض بمال أو جاه أو منصب أونسب، ولا يفخر أحد منهم على أحد بقبيلة أو شعب أو عشيرة؛ فاختلاف الناس في أوطانهم وأعمالهم ومناصبهم لا يعد في الاسلام مدعاةً للتفاخر والتفاضل والتعالي، ولا يعتبر معياراً صادقاً للتمييز بين الناس وتقديم بعضهم على بعض، كما بيّن ذلك سبحانه وتعالى بقوله: ﴿يا أيها الناس إنّا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم...﴾[2].

١- البقرة / ١٤٤.

٢- الحجرات / ١٣.

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے۔☆

وقال النبي ﷺ في حجّة الوداع: «يا أيها الناس إن ربّكم واحد وأباكم واحد؛ ألا لافضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأسود على أحمر ولا لأحمر على أسود إلا بالتقوى». رواه أحمد.

تلكم هي مقوّمات الوحدة الاسلامية ومكوناتها التي كانت هي الأسس الراسخة والقواعد الصلبة لعزّة الأمة الاسلامية ونهضتها وحضارتها التي انبعثت رحمة للعالمين، وكانت بها الأمة الاسلامية خير أمة أُخرجت للناس.

حماية وحدة الأمة

كما وضع الاسلام القواعد والأسس الآنفة الذكر لبناء وحدة الأمة ورعايتها، وضع قواعد أُخرى لصيانة هذه الوحدة وحمايتها من التصدع والانهيار، ومن تلك القواعد:

١- وجوب قيام مهمة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر في المجتمع الاسلامي؛ والحكمة من قيام هذه المهمة إرصاد المنكر وأهله في المجتمع. لردعهم والأخذ على أيديهم حتى لا تشيع الفاحشة في المجتمع ويتسع الخرق على الراقع، وحينئذٍ ينقسم المجتمع الى فريقين؛ فريق يميل الى الخير ويستقيم عليه، وفريق زائغ عن الحق يقترف المنكرات وينشرها بين الناس، وتلك بوادر الفرقة وبذور الشقاق والتمزّق، ومن أجل ذلك قال عزوجل: ﴿ولتكن منكم أُمة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون . ولا تكونوا كالذين تفرّقوا واختلفوا من بعدما جاءهم البينات...﴾[1]، فقد جمع سبحانه بين الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وبين النهي عن التمزّق والاختلاف، وذلك لأن الاختلاف والتفرّق نتيجة حتمية لتعطيل مهمة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، كما يوضح ذلك ويزيده بياناً حديث النبي ﷺ الذي يقول: «مثل القائم في حدود الله والواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينة فكان بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها وكان الذين في أسفلها إذا استقوا

١- آل عمران / ١٠٤ - ١٠٥.

من الماء مروا على من فوقهم فقالوا لو أنا خرقنا في نصيبنا خرقاً فلن نؤذي من فوقنا، فإن تركوهم وما أرادوا هلكوا جميعاً وإن أخذوا على أيديهم نجوا جميعاً» رواه البخاري.

لقد أوضح هذا الحديث النبوي أن سكوت الأمة عن ظهور المنكر بين ديارها وإحجامها عن تغييره والأخذ على المجاهرين به يفضي بالأمة كلّها إلى الهلاك والتمزّق ، وذلك لكونها لم تأخذ حذرها من صنيع المفسدين ولم تعمل على حماية سفينة المجتمع من المخاطر والآفات، ولو أنها حالت بين المنكر وأهله وأوقفتهم عند حدود الله لأمنت الفتن والتنازع، ولنجوا جميعاً بمحسنهم ومسيئهم من الوهن والانهيار.

٢- الأمر بالتحاكم إلى الكتاب والسنة عند التنازع والاختلاف، ورد الأمر الى الله ورسوله عند تعدّد الآراء حوله وتعذر الاتفاق فيه على كلمة سواء يقول عزوجل: ﴿...فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تأويلاً...﴾[١]، ويقول سبحانه: ﴿وما اختلفتم فيه من شيء فحكمه إلى الله...﴾[٢] ذلك أن التنازع والاختلاف إنّما هو نتيجة لتعدّد الآراء وتباين الاتجاهات، وفي هذه الحال لا يتم التغلب على مثل هذا الخلاف والسيطرة عليه إلا برده الى مرجع يتفق المختلفون على وجاهته والاذعان لحكمه ومن ثم كان الأمر برد التنازع الى الله ورسوله هو التوجيه الرشيد والنصح السديد الذي يفصل في النزاع قبل تفاقمه ويفضّ الخلاف قبل انتشاره واتساع رقعته.

ولا يتحقق الرد الى الكتاب والسنة ولا يكون مفعوله نافذاً في حل النزاع إلا بالقبول المذعن لما صدر عنهما من حكم والرضا به والتسليم بكونه قولاً فصلاً وحكماً عادلاً، مصداقاً لقوله سبحانه: ﴿فلا وربك لايؤمنون حتى يحكّموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مما قضيت ويسلّموا تسليماً...﴾[٣]، وقوله تعالى: ﴿وما

١- النساء / ٥٩.
٢- الشورى / ١٠.
٣- النساء / ٦٥.

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی۔ ☆

كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى اللّه ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً﴾[1].

٣- الأمر بالاصلاح بين المتخاصمين والتوفيق بين المتشاجرين حتى لا تطول بينهم العداوة والشحناء، ولا ينقلب مابينهم من الود والأُخوّة الى غلّ وبغضاء، وذلك قول الله تعالى: ﴿... فاتقوا الله وأصلحوا ذات بينكم...﴾[2]، وقوله سبحانه: ﴿إنّما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم...﴾[3].

هذه هي القواعد التي وضعها الاسلام لحماية وحدة الأُمة وصيانتها من التصدع والتشقق، وهي خليقة بتحقيق هذه الحماية لو طبقت تطبيقاً سليماً، وأُخذت بجد وإخلاص.

استبعاد مقوّضات الوحدة

لاتتم الاستقامة إلا باجتناب دواعي الزيغ، ولا تتحقق إلا بأخذ الحذر من الآفات، ولا تصمد وحدة الأُمة ولا يدوم تماسكها إلا باتّقاء عوامل الهدم واستبعاد المقوّضات ، ومن ثم وجّه الاسلام أنظار الأُمة الى مقوّضات وحدتها وحذّرها من الوقوع في مزالقها ، حتى لا تكون كالتي نقضت غزلها من بعد قوة أنكاثاً، ولا تكون من الذين وصفهم الله عزوجل بقوله: ﴿... يخربون بيوتهم بأيديهم...﴾[4].

وهكذا حذّر الاسلام أُمته من الاختلاف والتفرّق، وجاءت التحذيرات في القرآن والسنة كثيرة ومتكررة؛ منها قوله سبحانه: ﴿... ولا تكونوا من المشركين. من الذين فرّقوا دينهم وكانوا شيعاً كلّ حزب بما لديهم فرحون﴾[5]، وقوله عزوجل: ﴿... ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله...﴾[6].

وقول النبي ﷺ في حجّة الوداع: «لا ترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب

١- الاحزاب / ٣٦.
٢- الانفال / ١.
٣- الحجرات / ١٠.
٤- الحشر / ٢.
٥- الروم / ٣١ - ٣٢.
٦- الانعام / ١٥٣.

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں۔ ☆

بعض».

وحذّر - أيضاً - من العصبية والفخر بالقومية والأنساب، لأن ذلك من أُمور الجاهلية ومن موجبات الفرقة والشقاق، يقول النبي ﷺ: «لينتهين أقوام يفتخرون بآبائهم الذين ماتوا، إنّما هم فحم جهنم، أو ليكوننّ أهون على الله من الجعل الذي يدهده الخرق بأنفه، إن الله أذهب عنكم عيبة الجاهلية وفخرها بالآباء، إنّما هو مؤمن تقي أو فاجر شقي، الناس كلّهم بنو آدم، وآدم خلق من تراب». رواه أحمد.

وحرّم الاسلام كلّ خلق او سلوك يفضي الى العداوة والقطيعة ويوقع البغضاء والشحناء بين الأُخوة، وهذا باب واسع يدخل فيه كثير من الأعمال والأخلاق المحرمة لكونها في المصب المذكور.

ذلكم هو المنهاج الشامل الذي وضعه الاسلام لبناء الوحدة المتينة بين أفراد الأُمة الاسلامية، وقد آتى هذا المنهاج أكله وأثبت حسن نتيجته عندما أقامه المسلمون الأولون وأحسنوا العمل به، فوحّد بين الشعوب المختلفة في كلّ شيء، في القومية واللغة والثقافة والتاريخ والنظم والأعراف والتقاليد، وجعل منها أُمة واحدة تؤمن بالله واليوم الآخر وتجاهد في سبيله: ﴿... هو الذي أيّدك بنصره وبالمؤمنين وألّف بين قلوبهم لو أنفقت مافي الأرض جميعاً ما ألّفتَ بين قلوبهم ولكنّ الله ألف بينهم إنّه عزيز حكيم﴾[1].

١- الانفال / ٦٢ - ٦٣.

عقیدہ ختم النبوۃ

کی چودھویں جلد کے بعد ایک سے سات تک جلدوں کا سیٹ دوبارہ شائع ہوگیا ہے۔

اپنا سیٹ بک کروالیں

ملنے کا پتہ

مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے۔☆